کامیابی کا راستہ "عزیمت و استقامت"

قمر جبیں عثمانی

ہر انسان خواہ مرد ہو یا عورت جوان ہو یا بوڑھا مسلمان ہو یا کافر دنیا میں ایک کامیاب زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ وہ کامیابی کے راستے پر نہ صرف چلنا پسند کرتا ہے بلکہ اپنی عمر کے ہر مرحلے میں اس راستے کو اختیار کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے جو اسے کامیابی وکامرانی کی منزل سے ہمکنار کرے۔

کامیابی و کامرانی کو حاصل کرنے کے متعدد راستے ہیں۔ انہیں میں سے ایک انتہائی اہم راستہ عزیمت و استقامت کا راستہ ہے۔ عزیمت کا لفظ عزم سے ماخود ہے جس کا معنی ارادہ کرنا، تہیہ کرنا یعنی کسی کام کے کرنے کا دل میں پختہ اراہ کرنا۔ "استقامت" لفظ قوم و قیام سے ہے، جس کا معنی سیدھا کھڑا رہنا، کسی بات یا کام پر مستقل جمے رہنا ، قائم رہنا۔ معلوم ہوا کہ کسی مخصوص و متعین قول یا عمل (کام) کو کر گزرنے کے لیے جو مضبوط مستحکم اور مصمم ارادہ کیا جاتا ہے عزیمت کہلاتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل لگاتار جد وجہد کرنا اور ہزار رکاوٹوں کے باوجود اس پر جمے رہنا دٹے رہنا اور پوری توجہ سے مشغول رہنا استقامت ہے۔

اس کائنات کا ہر آدمی کچھ پانے اور کچھ بننے یا حاصل کرنے کی فطری خواہش و آرزو رکھتا ہے اور یہ خواہش و تمنا اس کی زندگی کا مقصد بن جاتی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ عزیمت و استقامت کا راستہ اختیار کرتا ہے اور وہ اپنے اس مقصود (Purpose) کو حاصل کرنے کے لیے یا اس کے لیے اس نے جو ہدف (Target) متعین کیا ہے۔ اس میں وہ شخص وہ رخصت یا نرمی [جو کہ عزیمت کی ضد (Opposite) ہے]، نہیں تلاش کرتا ہے جو اس کے مقصد کو کمزور یا متاثر کرتے ہوں۔ اگر کوئی فرد خود یا اپنی اولاد کو کسی مقام و مرتبہ پر دیکھنا چاہتا ہے مثلاً ڈاکٹر انجنیئر فلاسفر تاجر عالم وغیرہ وغیرہ کے مقام پر تو پہلے وہ اس کا عزم و ارادہ کرتا ہے اور اس تعلق سے تمام وسائل و ذرائع کو اختیار کرتے ہوئے اس کو حاصل کرنے کے لیے اس پر ڈٹ جاتا ہے اور یہی عزیمت و استقامت ہے۔ اور یہی دونوں اہم خوبیاں، صفات اس شخص کو طے شدہ مرتبہ و مقام تک پہنچانے کا زینہ بنتے ہیں۔ اسی لیے انسانوں کے خالق نے یہ دونوں صفات (qualities) تمام انسانوں کے اندر ودیعت فرمادی ہے، یعنی فطرت میں رکھ دی ہے۔ اب جو بھی ان دونوں اوصاف حسنہ اپنانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے وہ کامیابی کے راستے پر چل پڑتا ہے.

راز حیات پوچھ خضر خستہ کام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش ناتمام سے

یہ تو رہی عارضی (Temporary) زندگی کی کامیابی کی مثال۔ لیکن موت کے بعد کی زندگی کی کامیابی جسکو قرآن مجید اور احادیث میں فوزوفلاح کہا گیا ہے /تعبیر کیا گیا ہے (یعنی وہ کامیابی جس میں کوئی نقصان و خسارہ نہ ہو) اس کے لیے عزیمت واستقامت لازمی شرط ہے۔اسی لئے اسکو اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں متعدد مقام پر حکم دیا ہے :

ارشاد باری تعالیٰ ہے (فاستقم كما أمرت) [سورہ ہود ۱۱] (ثابت قدمی اختیار کرو جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے) دوسرے مقام پر آپ کو استقامت کے سلسلہ میں یہ ہدایت دی گئ (فلذلك فادع و استقم كما أمرت ولا تتبع اهواءهم) [الشوری] (پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسی دین کی طرف بلائیں اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہیں جیسا کہ آپ کو حکم ہے اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کریں)۔

ہمارے پیارے نبی آنحضرت(ص) دین اسلام کو اختیار کرنے، اس کے تقاضوں کو پورا کرنے اور اسکی تبلیغ واشاعت میں استقامت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور اپنے عمل وقول سے اپنے پیارے ساتھیو صحابہ کرام(ر۔ض۔) کو بھی استقامت کی صفت اپنانے کی نصیحت فرمائی۔ ایک صحابی کا واقعہ ہے "سید نا ابو عمر (یا ابو عمرہ) سفیان بن عبد اللہ سے روایت ہے میں نے کہا "یا رسول اللہ! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی واضح بات فرمائیں کہ اس کے متعلق مجھے آپ کے علاوہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو، "آپ نے فرمایا "قل آمنت بالله ثم استقم" کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ثابت قدم رہو "(مسلم)۔ اس مختصر سے فقرے/ جملے میں رسول اللہ(ص)

نے عزیمت اور استقامت دونوں خوبیوں کی تعلیم فرمادی "قل آمنت باللہ " یعنی زبان و دل سے اپنے ایمان کا اقرار کرتے رہا کرو گویا ایمان کی تجدید کا یہ طریقہ عزیمت کے پہلو کو شامل ہے "ثم استقم "فرما کر گویا یہ مہر ثبت فرمادی کہ عزیمت و استقامت لازم و ملزوم ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نسیان یعنی بھول کا مادہ رکھ دیا ہے، جس سے اس کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں؛ عزیمت کی صفت کمزور ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت آدم (ع۔ل۔)کے عزم وحوصلہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے (ولقد عهدنا الى آدم من قبل فنسي ولم نجد له عزما) ([طہ۔115])(اور البتہ ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا۔ تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا (یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ توبہ واستغفار نے ان کی اس کمزوری کو دو کردیا۔ حضرت آدم کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کے توبہ و استغفار کرتے یعنی اللہ کی طرف پلٹ آنے اور اس سے مدد مانگنے دعا کرنے سے نہ صرف عزیمت و استقامت کی اپنی رحمت سے توفیق عطا فرماتا ہے، بلکہ اپنی رضا و خوشنودی اور جنت عطا فرمانے کا مژدہ سناتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں اپنی مدد ولایت و سرپرستی عطا فرماتا ہے [فصلت ۳۰-۳۲] ترجمہ (بے شک جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو مان لیا اور پھر اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر فرشتے نازل ہو کر ان کی ڈھارس بندھاتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غمگین بھی نہ ہو تمہیں جنت کی بشارت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہم تمھارے ساتھی ہیں اور تمھارے لیے وہاں دل پسند ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ مہربان بخشش کرنے والے کی طرف سے بطور مہمانی)۔

معلوم ہوا کہ قبول ایمان کے بعد استقامت کی بڑی اہمیت ہے اور یہ پورے دین کی روح رواں ہے اس کے بغیر مسلمان کی دینی و مذہبی زندگی بے روح وبے کیف ہے بلکہ وہ صراط مستقیم سے بھٹک بھی سکتا ہے۔ عزیمت و استقامت کا میابی کے مراحل کے زینے یا کامیابی کی کلید (Key)ہیں۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کی بیش بہا نعمت سے نوازا ہے ۔ ہم اللہ اور اس سے رسول پر ایمان لائے ہیں اور ہماری زندگی کا ایک مقصد اور نصب العین ہے اور وہ ہے "اقامت دین " یعنی اپنی ذات گھر خاندان معاشرہ اور ملت کو دین اسلام کے سانچے میں ڈھالنا۔ یہی وہ اعلیٰ مقصد و نصب العین ہے کہ اس راہ میں عزیمت و استقامت کے بغیر ہم دو قدم بھی نہیں چل سکتے ہیں۔ نصب العین کا یہ راستہ مشکلات و آزمائشوں سے ہو کر گزرتا ہے اس لیے خواہ کتنے ہی مصیبتوں کے مشکلات کے طوفان اٹھیں مخالفتوں کی آندھیاں چلیں، دشواریوں کے سیلاب امڈیں، آزمائشوں کے پہاڑ کھڑے ہوں، ہم اسلام کے پیروؤں اور دین کے علمبرداروں کو ہر ہر قدم پر ثابت قدم رہنا ہے۔ استقامت کا وہ ثبوت پیش کرنا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام ان کے حواری اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور ہر دور و زمانہ کے دین اسلام کے حامیوں نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عزیمت و استقامت کی صفت سے مالا مال فرمائے۔ {یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک} آمین !!